ڈاکٹر محمد رفعتؒ
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا
اشہد رفیق ندوی
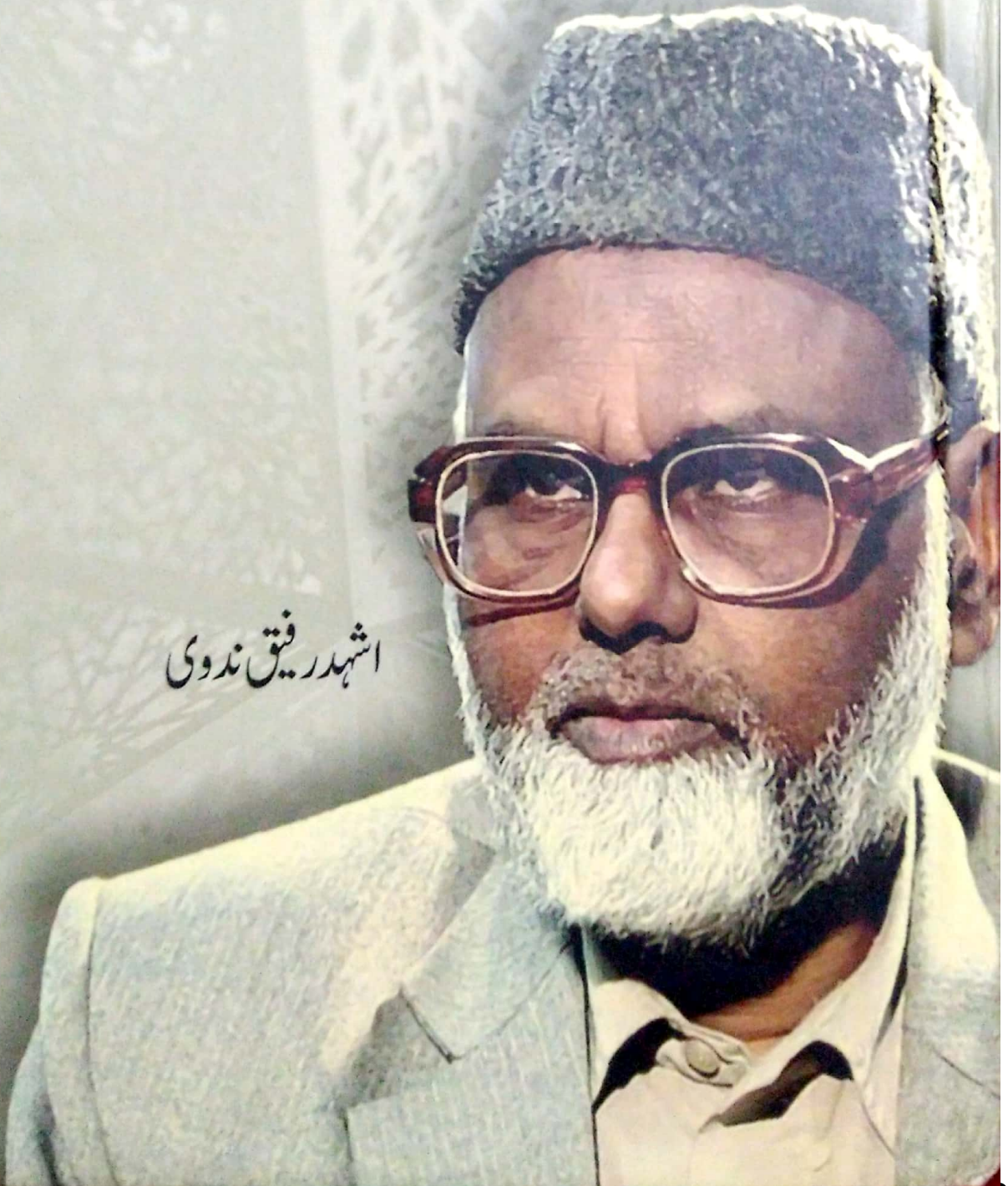
ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی ایک نظر میں

ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علمی دنیا کا ایک معتبر نام ہے۔ عصری اہمیت کے حامل دینی، سماجی، تاریخی اور اخلاقی موضوعات پر تحقیق وتصنیف کے لیے 1949ء میں اس کی داغ بیل پڑی، 1981ء سے ایک خودمختار رجسٹرڈ ادارہ کی حیثیت سے سرگرم عمل ہے۔ اس کے اولین سرپرستوں میں مولانا صدر الدین اصلاحیؒ اور مولانا محمد فاروق خان حفظہ اللہ کا نام شامل ہے۔ گزشتہ 39 برسوں سے ادارہ مولانا سید جلال الدین عمری حفظہ اللہ کی راست نگرانی میں اہم تصنیفی و تحقیقی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اہم موضوعات پر ادارہ کی سو سے زائد تصانیف قوم وملت کی رہنمائی کر رہی ہیں۔ اس کا ترجمان 'سہ ماہی تحقیقات اسلامی' اردو کے موقر ومعتبر جریدوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے تصنیفی تربیتی کورس سے تین درجن سے زائد اسکالر فارغ ہوکر ملک وبیرون ملک کے اہم مناصب پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ادارہ نے نئے وژن اور مشن کے ساتھ اپنی سرگرمیوں میں توسیع کرتے ہوئے علماء، محققین، مفکرین اور دانشوروں سے مشترک مقاصد میں تعاون واشتراک کے لیے 'رابطہ تحقیقات اسلامی' کے نام سے ایک فورم تشکیل دیا ہے۔ الحمدللہ تیزی سے لوگ اس سے وابستہ ہو رہے ہیں۔ برقی ذرائع ابلاغ کی بڑھتی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے ادارہ نے دین کا پیغام عوام تک پہنچانے کے لیے سوشل میڈیا کا بھی استعمال شروع کیا ہے، اس کا فیس بک پیج Idara Tahqeeq o Tasneef Islami اور یوٹیوب چینل ITTI ALIGARH پیغام کی ترسیل میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

HIDAYAT
Publishers & Distributors
F-155, Hidayat Apartment,
Shaheen Bagh, Jamia Nagar,
Okhla, New Delhi - 110025

ISBN 386460738-8
9 789386 460738
₹ 300.00

ڈاکٹر محمد رفعت: تحریک اسلامی کا ترجمان

ضیاء الدین فلاحی

اکیسویں صدی کے بھارت میں ڈاکٹر محمد رفعت (۲۶/جولائی ۱۹۵۶ء–۸/جنوری ۲۰۲۱ء) فکر اسلامی کے شاور ترجمان اور تحریک اسلامی کے چمن میں دیدہ ور کی مانند تھے۔ پروفیسر محمد رفعت نے تحریک اسلامی کی فکری بنیادوں کو جدید علم کلام کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تحریک اسلامی کے اہداف ومقاصد اور اس کے بنیادی لٹریچر کی معاصر عہد میں معنویت کو قوی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ انہوں نے قولی اور عملی شہادت پیش کر کے تحریک اسلامی کی نئی نسل اور آئندہ والی نسل کو ایک معیار اور کسوٹی فراہم کی ہے۔ سطور ذیل میں صرف ان تحریروں کی روشنی میں جو اداریوں کی شکل میں منظر عام پر آئے، موصوف کی ترجمانی اور حصہ داری کو متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

شخصیت کی تشکیل وتعمیر میں تحریک اسلامی کا حصہ

دنیا کا ہر متنفس اپنے والدین، اساتذہ یا مجددین ومصلحین سے متاثر ہوتا ہے اور اپنی شخصیت کی تعمیر کرتا ہے۔ شخصیات کے تعارف میں اس عنصر کی معرفت اور تلاش انہیں سمجھنے میں ممد ومعاون ہوتی ہے۔ بیسویں صدی کی متعدد شخصیات، جماعتوں اور اداروں کی تعمیر وتشکیل میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱۹۰۳ء–۱۹۷۹ء) کے افکار ورجحانات کا واضح عکس نظر آتا ہے۔ سید مودودی کی دینی تشریحات نے علماء کے مقابلہ میں عصری دانش گاہوں کے فارغین کو زیادہ متاثر کیا۔ پروفیسر محمد رفعت ان خوش نصیبوں میں تھے، جنہیں مسلم

یونیورسٹی علی گڑھ کے زمانہ طالب علمی میں تحریک اسلامی کے لٹریچر کی معروضیت، جامعیت، عصریت اور مقصدیت نے اپنا گرویدہ بنالیا، جس کا پہلا اظہار دروس قرآن اور تقاریر کی شکل میں مسلم یونیورسٹی میں ہوا۔ دوسرا اظہار آئی آئی ٹی کانپور کے کیمپس میں طلبہ واساتذہ کے سامنے اور گردونواح کی آبادیوں میں عام مسلمانوں کے سامنے ہوا۔ اور تیسرا اور آخری اظہار جامعہ ملیہ اسلامیہ کی تدریسی زندگی کے دوران ہوا۔ اور جس سے عشق تادم واپس قائم وجاری رہا۔ فرد کا تزکیہ وارتقاء، معاشرے کی تعمیر وتطہیر اور ریاست کی تشکیل جیسے تحریکی عنوانات ان کی زندگی کا اوڑھنا اور بچھونا رہے۔ اقامت دین کا فلسفہ ان کی تحریروں اور تقریروں کا مرکزی نکتہ رہا۔ معاصرین بتاتے ہیں، جس کی گواہی ان کی مومنانہ زندگی اور مفکرانہ تحریریں پیش کرتی ہیں کہ گرامی رفعت اس احیائی مشن کے لیے پوری زندگی یکسو رہے۔ انہوں نے اگرچہ حکومت ہند کی ملازمت کی لیکن تحریک اسلامی کے نصب العین اور اس کے اہداف کو دنیا کے سامنے دوران ملازمت بھی بے کم وکاست پیش کرتے رہے۔

تحریک اسلامی کے علمی مباحث، نقاطِ نظر اور اصطلاحات کی وضاحت انہوں نے اپنے اداریوں میں بہت سادہ اور سہل انداز میں کی جسے سہل ممتنع بھی کہا جاسکتا ہے۔ دوسری طرف موجودہ دور میں ان مباحث اور افکار کی معنویت کو علمی دلائل سے واضح کیا اور غور وفکر کے لیے انہیں علمی حلقوں میں پیش کیا۔ موصوف کا دوسرا استفادہ علامہ اقبالؒ کا فارسی اور اردو کا شاہ کار کلام ہے جس کا برمحل استعمال اپنی تقریروں اور تحریروں میں کرتے ہیں بلکہ اکثر وبیشتر انہیں سرنامہ بناتے ہیں اور ختامہ مسک کے بطور استعمال کرتے ہیں۔ ان کا تیسرا استفادہ علماء دیوبند میں مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ہیں۔ مؤخر الذکر کی تفسیر کا بکثرت حوالہ ڈاکٹر موصوف کی تحریروں میں ملنا ان کی علماء نوازی اور وسعت نظری کی دلیل ہے۔

موضوعات ومباحث کے انتخاب میں تحریکی شعور کی بازیافت

پروفیسر رفعت کی علمی شخصیت بنیادی طور پر ان کے اداریوں کے ذریعہ علمی دنیا کے سامنے آئی۔ ان کی تحریروں کی افادیت کی خاطر تصنیفی اکیڈمی، دہلی نے انہیں کتابوں کی شکل

میں شائع کیا ہے۔ ان کی تمام تحریروں کو چونکہ مرتب شکل میں تیار نہیں کیا گیا تھا اس لیے ان کتابوں کے اندر وہ ربط و تسلسل تو نظر نہیں آتا لیکن ہر عنوان اپنے موضوع کے اعتبار سے مکمل و جامع ہے۔ اداریوں کو کتابی شکل دینا، ان کا عنوان متعین کرنا نیز ان مقالات کے ذیلی عنوانات قائم کرنا دراصل اس وقت کے سکریٹری تصنیفی اکیڈمی ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی کا کارنامہ ہے۔ مذکورہ کتابوں کے مقالات کی تاریخ اشاعت اگر درج کر دی جاتی تو سیاق وسباق کی تفہیم میں مزید کشش پیدا ہو جاتی۔ ان عنوانات پر گرامی رفعت نے اپنی پسندیدگی اور اطمینان کا اظہار کیا تھا۔

ڈاکٹر محمد رفعت کی کتابوں کے عنوانات، سنین طباعت وصفحات:

۱- فرد، معاشرہ اور ریاست، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، مارچ ۲۰۱۵ء، ۶۷ صفحات، قیمت/۴۰ا روپے

۲- اسلامی تحریک سفر اور سمت سفر، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، اپریل ۲۰۱۵ء/ ۱۲۰ صفحات، قیمت/۶۵ روپے

۳- عصر حاضر کے پرفریب نعرے، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، اپریل ۲۰۱۵ء/ ۱۴۴ صفحات، قیمت/۷۵ روپے

۴- امت مسلمہ، مشن اور خودشناسی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، جون ۲۰۱۵ء/ ۱۶۰ صفحات، قیمت/۸۵ روپے

۵- جماعت اسلامی کی پانچ بنیادی خصوصیات، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، مارچ ۲۰۱۶ء/ ۱۲ صفحات، قیمت/۱۲ روپے

۶- امت مسلمہ کا نظام اجتماعی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، فروری ۲۰۱۸ء/ ۱۲۰ صفحات، قیمت/۸۰ روپے

۷- دعوت اور جہاد، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، فروری ۲۰۱۸ء/ ۱۶۰ صفحات، قیمت/۱۰۰ روپے

۸- علم وتحقیق کا اسلامی تناظر، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، اپریل ۲۰۱۸ء/

۱۳۶ صفحات، قیمت/۸۰ روپے

۹- مسلمان اور ہندوستانی ریاست، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، دسمبر ۲۰۱۹ء/ ۴۰ صفحات، قیمت/۲۵ روپے

ڈاکٹر محمد رفعت صاحب کی ایک اہم کتاب 'فکر اسلامی کا سفر۔ راہ اور راہی' ہے۔ یہ کتاب ہدایت پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرس، نئی دہلی نے بہت ہی اہتمام سے شائع کی ہے۔ اس کتاب کے بیشتر مضامین ماہنامہ رفیق منزل کی 'فکر اور فکر ساز' سیریز کے لیے تحریر کیے گئے تھے، بعد میں کچھ اضافوں کے ساتھ اس کو کتابی شکل دی گئی۔

مباحث ومضامین کا مختصر مطالعہ وتعارف:

مذکورہ کتابیں/مضامین دراصل دس سالہ ادارت زندگی، (اپریل ۲۰۰۹ تا اگست ۲۰۱۹) کی یافت ہیں۔ بنیادی طور پر یہ تمام اداریے جماعت اسلامی کے دستور، اس کے بنیادی مقاصد واہداف کی تفہیم اور اعتراضات کے علمی جوابات پر مشتمل ہیں۔ اس علمی کام میں مدیر گرامی نے جماعت اسلامی کے بنیادی لٹریچر سے استفادہ کیا ہے، اس کی طویل عبارتیں نقل کی ہیں اور انہیں مصدر اصلی کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اور یہ ڈاکٹر رفعت کا بڑا کارنامہ ہے۔

۱- ''فرد، معاشرہ اور ریاست'' کے اندر مضامین کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں:

۱- فرائض دین کی جامع تعبیر۔ اقامت دین ۲- فرد کا ارتقاء ۳- معاشرہ اور اس میں رائج قدریں ۴- نظام اقدار کی اصلاح ۵- معاشرتی ادارے ۶- اجتماعی اداروں کی اصلاح ۷- اداروں کی کمزوریاں اور ان کا تدارک ۸- تعمیر معاشرہ میں حائل مشکلات ۹- اجتماعی اداروں سے تعلق ۱۰- پاکیزہ معاشرے کی جانب ۱۱- اسلام اور فطرت انسانی ۱۲- ریاست اور مسلمان ۱۳- اسلامی ریاست کا قیام ۱۴- اسلامی ریاست کی جانب ۱۵- قیادت اور ریاست ۱۶- نظام حکمرانی سے مؤثر رابطہ ۱۷- مسلمانوں کا سیاسی رویہ (ہندوستان کے بیان میں) ۱۸- ہندوستان کی نمایاں سیاسی تحریکیں ۱۹- حقیقی آزادی کا حصول ۲۰- استعمار- قدیم محرکات، جدید قالب ۲۱- منصفانہ عالمی نظام اور نبوی رہنمائی۔

۲- ''اسلامی تحریک: سفر اور سمت سفر'' کے مضامین کے عنوانات:

۱-امت کا فرض منصبی ۲-انکار حق کے محرکات ۳-جماعت اسلامی کی بنیادی خصوصیات (جس میں بنیادی کی جگہ پر پانچ کا لفظ ہے بعد میں یہ مضمون ایک کتابچہ کی شکل میں شائع ہوا) ۴-مسلم معاشرے میں تحریک اسلامی کی ترجیحات ۵-عالم اسلام کا مستقبل اور تحریک اسلامی ۶-اسلامی تحریک کا طریق کار ۷-اسلامی اساس پر علوم کی تدوین نو ۸-انسانی سماج اور اشتراک عمل ۹-سماجی وسیاسی اصلاح کی دینی اساس۔

۳-''عصر حاضر کے پرفریب نعرے'' ذیل کے مضامین پر مشتمل ہے:

۱-عصر حاضر کی اصل گمراہی۔انکار غیب ۲-سیکولرازم اور جمہوریت۔اسلامی تصورات کے تناظر میں ۳-اسلام ، سیکولرازم اور آفاقیت ۴-سیکولرازم: تاریخی اور نفسیاتی تجزیہ ۵-جارحانہ قوم پرستی۔ایک تجزیہ ۶-انسانی آزادی کا تحفظ ۷-کثرتیت اور اقامت دین ۸-سماجی تنوع اور اس کے تقاضے ۹-سرودھرم سبھاؤ ۱۰-راست اسلوب دعوت کی ضرورت

۴- ''امت مسلمہ، مشن اور خود شناسی'' کے مقالات:

۱-ملک کو درپیش مسائل اور امت مسلمہ ۲-دین فطرت ۳-نصب العین کی کلیدی اہمیت ۴-شعور کی تازگی ۵-انسانیت عامہ سے گفتگو ۶-امت مسلمہ کا انسانوں سے تعلق ۷-مسلم قیادت۔ ہندوستان کے تناظر میں ۸-معاصر فضا اور مسلمان۔ ہندوستان کے سیاق میں ۹-عالمی حالات میں تغیر کے اشاریے ۱۰-مطالعہ سیرت کا طریقہ کار ۱۱-عالمی حالات کا چیلنج اور امت مسلمہ

۵-امت مسلمہ کا نظام اجتماعی، ذیل کے مقالات پر مشتمل ہے:

۱-امت مسلمہ کی تاسیس ۲-امت مسلمہ۔ زوال سے عروج کی جانب ۳-امت کے نظام اجتماعی کی تعمیر ۴-دین کے مطالبات کی جامع تفہیم ۵-شریعت۔ ماہیت اور مقاصد ۶-امت کے نظام کی تشکیل ۷-مسلم طلبہ کی اجتماعی ذمے داریاں ۸-مسلم سماج میں طلبہ کا

رول ۹-عصبیت سے آفاقیت کی جانب

۶- ''دعوت اور جہاد'' کے مشتملات:

۱-فلاح وکام یابی کا راستہ ۲-اخلاقی حس، سماجی روایت اور حق پرستی ۳-آزادی عمل اور آزادی انتخاب ۴-جبر کا مقابلہ اور دعوت اسلامی ۵-دعوت اسلامی کے نکات اور طریق کار ۶-پیغام حق کی ترسیل ۷-انکار حق کے محرکات ۸-عصر حاضر کا مزاج اور اسلوب دعوت ۹-معاصر دنیا اور دعوت اسلامی ۱۰-دعوت وجہاد اور اسوہ نبوی ۱۱-اقامت دین، دعوت اور جہاد ۱۲-انسانی سماج میں صالح تبدیلی۔

۷- ''علم وتحقیق کا اسلامی تناظر'' کے مضامین:

۱-عالمی سطح پر فکری تبدیلیاں ۲-مغربی سائنس اور فلسفہ الحاد ۳-شخصیت انسانی کا امتیاز ۴-انکار غیب کا ردعمل ۵-علم کا اسلامی تصور ۶-علوم کی اسلامی تدوین نو کی تحریک ۷-علوم کی تدوین نو کی اہم ترجیحات ۸-سائنس اور تصور کائنات کے مابین ہم آہنگی ۹-سماجی علوم کی اسلامی اساس ۱۰-افکار مودودی کی عصری معنویت

۸- ''مسلمان اور ہندوستانی ریاست'' کے مقالات:

۱-ریاست اور شہری ۲-ہندوستانی ریاست: کل اور آج

عناوین بالا کے ذریعہ قاری جان سکتا ہے کہ گرامی رفعت نے تحریک اسلامی کی علمی وفکری رہنمائی کی ہے۔ یہ تمام موضوعات ومباحث وہ ہیں جن کی ضرورت کی جانب بانی تحریک نے قیام جماعت کے وقت اپنی تقریروں میں اشارات کیے تھے، جن کے اشارے روداد کے ابتدائی حصوں میں ملتے ہیں اور جن میں سے بیش تر پر موصوف نے تنقیحات، تصریحات، تفہیمات کے اندر مقالات تحریر کیے اور ترجمان القرآن کے اداریوں میں اقامت دین کی متعدد ومتنوع علمی وفکری جہات وابعاد کو عام انسانوں اور علمی وفکری حلقوں

کے درمیان پیش کیا۔ ان کے جوابات طلب کیے، ان کا تجزیہ کیا اور وثوق واطمینان کے ساتھ اس علمی، فکری اور دعوتی مشن کو جاری کیا۔ یہ مطالعہ بھی دلچسپی کا باعث ہوسکتا ہے کہ ان موضوعات کو دوبارہ شارح وترجمانِ مودودیؒ ڈاکٹر رفعت نے کن کن زاویوں سے پیش کیا ہے۔ درحقیقت موصوف کے سائنسی مزاج اور مرتب ذہن کی کارفرمائی نے ان موضوعات کو قابل مطالعہ واستفادہ بنادیا ہے۔

ڈاکٹر رفعت کے مذکورہ ایک ہزار ایک سو چھپن (۱۱۵۶) صفحات کو زندگی نو کے بعد دوبارہ منظر عام پر لانا یہ ثابت کرتا ہے کہ موصوف کی تحریروں سے امت اسلامی کی نئی نسل کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔

اسلوب نگارش: خصائص ومعنویت

۱۔ جماعت اسلامی کے قیام کا مقصد: فرد کی تعمیر، معاشرہ کی تشکیل اور ریاست کا قیام ہے۔ اس مقصد کی وضاحت کے لیے تحریک اسلامی نے شہادت علی الناس، شہادت حق، معروف ومنکر اور اقامت دین کی اصطلاحات وضع کیں۔ ان جامع اصطلاحات کو مولانا امین احسن اصلاحیؒ، مولانا سید عروج احمد قادریؒ، سید حامد علیؒ اور مولانا صدرالدین اصلاحیؒ نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں تکرار کے ساتھ پیش کر کے بیسویں صدی کی مانوس ومعروف اصطلاحات بنادیں۔ پروفیسر رفعت نے اس کلیدی نکتہ پر کہیں تعین کے ساتھ اور کہیں اشارۃ النص کی زبان میں ارتکاز کیا اور معاصر اسلوب میں، جدید مسائل کے حل کے طور پر ان اصطلاحات کا بامعنی تعارف کرایا ہے۔ مذکورہ فہرست پر طائرانہ نظر ڈالنے سے اس دعویٰ کو دلیل فراہم ہوسکتی ہے۔ مثلاً ذیل کی اصطلاحات پر غور کریں:

فرائض دین کی جامع تعبیر۔ اقامت دین، اسلامی ریاست کا قیام، امت مسلمہ کی تاسیس، اقامت دین، دعوت اور جہاد، کثرتیت اور اقامت دین، دین کے مطالبات کی جامع تفہیم وغیرہ میں کہیں کہیں مماثلت اور مشابہت کا شبہہ ہوتا ہے لیکن ایسا ہے نہیں، بلکہ موضوع کی متعدد جہات وابعاد کو الگ الگ مقالات میں الگ پیرائے میں سمونے کی کوشش کی گئی ہے،

جیسا کہ خود اوپر کی فہرست میں ''جامع تعبیر'' اور ''جامع تفہیم'' سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر رفعت کی نگارشات کی ایک اہم خوبی براہ راست قرآنی آیات سے استشہاد اور استنباط ہے۔ اخذ واستفادہ کی یہی روشن نظیر شاہ ولی اللہؒ کے یہاں ملتی ہے جسے انہوں نے رجوع الی القرآن کا نام دیا تھا۔ سید مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں اس تحریک کو عالمی وآفاقی بنادیا۔ سید مودودیؒ کا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عام انسانوں اور امت اسلامی کے تمام مسائل کا حل قرآن کو قرار دیا۔ ڈاکٹر رفعت نے اپنے مسلسل ومتواتر مضامین ومقالات میں اسی شاہ کلید اور تریاق اصلی پر مدلل بحثیں کی ہیں۔ ایک جگہ رقم طراز ہیں:

> ''تحریک اسلامی کی یہ بنیادی خصوصیت ہے کہ وہ امت مسلمہ کو دین کے مستند مآخذ (قرآن وسنت) کی طرف شعوری رجوع کے لیے آمادہ کرتی ہے۔۔۔ اصولی طور پر اس معاملے میں امت کے اندر دورائیں نہیں ہیں کہ قرآن وسنت ہی دین کے مستند مآخذ ہیں، لیکن اس اصولی موقف کے عملی انطباق میں کوتاہی ہوسکتی ہے اور ہوتی رہی ہے۔''[۲]

موصوف نے اپنی تمام نگارشات میں قرآنی آیات نقل کی ہیں۔ آیات کا سادہ اور واضح مفہوم ہے۔ لغوی ونحوی بحثوں، مفسرین، محدثین اور فقہاء کے اجتہادات سے استفادہ تو کیا ہے لیکن اپنے تمام مضامین کو ان سے بوجھل نہیں ہونے دیا ہے۔

۳۔ تحریک اسلامی کے مصنف ومحقق اور دانش ور کی تحریروں اور تقریروں میں ذومعنی جملوں، پرتکلف تاویلات اور معاصر نعروں سے مرعوبیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ وہ تحریک اسلامی کے مقاصد واہداف، افکار ونظریات، اصطلاحات واقدار کا تعارف قرآن کی بنیاد پر کراتے ہیں، وہ ان تمام اصول وکلیات کو بنیادی لٹریچر کی روشنی میں باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ماضی قریب میں تحریکی حلقوں میں موصوف گرامی کی شان اس ذیل میں لائق تحسین اور قابل تقلید ہے۔

موصوف کا اہم وصف یہ ہے کہ وہ اپنے موقف پر جمتے ہیں اور رائج الوقت اصطلاحات پر سخت تنقیدیں کرتے ہیں۔ ان کا یقین محکم ہے کہ اسلامی اصطلاحات اپنے

معانی ومطالب میں خود کفیل ہیں دوسروں سے ادھار اور قرض لینے کے بجائے وہ طلبہ ونوجوانوں اور محققین ودانشوروں کو نقد دینے کے مقام پر فائز کرتے ہیں۔ وہ اصطلاحات کے باب میں اس قدر مستغنی ہیں کہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

”کچھ عرصے سے بعض دوستوں نے فکر مودودیؒ کی اصطلاح کا استعمال شروع کردیا ہے۔ یہ اصطلاح مناسب نہیں۔ جس فکر کو داعیان حق کو پیش کرنا چاہیے وہ ”فکر مودودی“ نہیں ہے بلکہ فکر اسلامی، اس کو فروغ دینا اور دنیا کے سامنے پیش کرنا مقصود ہے۔ ہر صاحب علم کی طرح سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بڑا کارنامہ یقیناً انجام دیا۔ انہوں نے اسلامی فکر کو سمجھنے اور اس کی تشریح کرنے میں اپنا حصہ ادا کیا۔“ ۳

اسلامی اصطلاحات کے لزوم پر ان الفاظ میں نصیحت کرتے ہیں:

”داعیان حق کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ گفتگو میں اپنی اصطلاحات استعمال کریں۔ اس کا التزام مشکل ہے۔ یہ کام علمی تیاری اور بحث چاہتا ہے۔ مسلمانوں کی مستند، دینی اصطلاحوں میں گفتگو اس دشواری کو بھی حل کرتی ہے۔“ ۴

ڈاکٹر موصوف نے کمیونزم، جدیدیت، مابعد جدیدیت، کثرتیت (Pluralism)، سرودھرم سبھاؤ، انٹرفیتھ ڈائیلاگ اور رواداری جیسی اصطلاحات پر بھرپور بحثیں کی ہیں اور دور جدید کی ان اصطلاحات کی کمزوریوں کی وضاحت کے ساتھ ان کا متبادل بھی فراہم کیا ہے۔ ان کی کتاب ”عصر حاضر کے پرفریب نعرے“ میں ان موضوعات کا احاطہ ملتا ہے۔ وہ خذ ما صفا ودع ما کدر کے فلسفے پر گامزن ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر رفعت کی تحریروں کی ایک بڑی خوبی امیدوں کے چراغ جلانا ہے۔ وہ ملکی وعالمی تنظیموں اور اداروں کے اسلام دشمن مقاصد واہداف کے مضرت رساں پہلوؤں سے قاری اور سامع کو واقف کراتے ہیں۔ اور واضح دلائل کی بنیاد پر امت اسلامی کے نوجوانوں، علماء اور دانش وروں کو اسلام کی بنیادوں پر جمنے کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ یقین محکم کے ساتھ کہتے ہیں کہ تحریک اسلامی رجماعت اسلامی کا نصب العین، اور اس کے اہداف آج بھی اسی قدر بامعنی ہیں جس قدر اس کے زمانۂ قیام میں تھے۔ وہ تحریک اسلامی

کے امتیازات کو زمان ومکان کی قید سے آزاد کر کے اس کی معنویت تسلیم کرواتے ہیں۔ جس کا ذکر انہوں نے اپنے مقالہ جماعت اسلامی کی پانچ بنیادی خصوصیات میں کیا ہے۔ یہ بارہ صفحات کا مختصر مضمون ڈاکٹر رفعت کے تحریکی وفکری رجحان کی ترجمانی کرتا ہے۔

۵۔ گرامی موصوف نے معاصر عہد کے سیاسی، معاشی اور تہذیبی مسائل کا گہرا مطالعہ کیا اور اسلامی ریاست، قیادت اور ریاست، مسلمانوں کا ہندوستان میں سیاسی رویہ وموقف کی بامعنی ترجمانی کی ہے۔ اپنے ایک مضمون: ہندوستان کی نمایاں سیاسی تحریکیں، میں امبیڈکروادی فکر اور ہندتوا کا تذکرہ وتجزیہ کرنے کے بعد مسلمانوں کو بعض مشورے دیتے ہیں۔ ان کی یہ عبارت دیکھیں:

”مسلمانوں کا عام مزاج یہ ہے کہ کسی نہ کسی طاقت پر انحصار کرنا چاہتے ہیں اور پھر اس طاقت سے سودے بازی کر کے، دباؤ ڈال کر یا فریاد کر کے اپنے مسائل کے حل کی توقع رکھتے ہیں، اس مزاج کو انحصار (Dependence) یا غلامہ مزاج سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اس کے مقابلے میں جو مزاج ایک مسلمان کے شایانِ شان ہے اس کو خود اعتمادی یا (Self -Reliance) سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ امت کے مسائل کے حل کی جانب پہلا قدم یہ ہے کہ مزاج کی تبدیلی عمل میں آئے۔ مزاج کی اس تبدیلی کے بغیر کوئی مسلسل اور طویل مدتی کام نہیں کیا جا سکتا۔ وقتی جوش وجذبہ کچھ وقتی کام کرا سکتا ہے اور لوگ کچھ قربانیاں بھی دے سکتے ہیں، لیکن مزاج کی اس تبدیلی کے بغیر مستقل (Sustained) کام نہیں کر سکتے۔ ۵

ایک دوسرے مضمون ”عالمی سطح کی فکری تبدیلیاں“ میں مغربی تہذیب کے خاتمہ پر تاریخ کے تجزیے کی روشنی میں منطقی استدلال پیش کرتے ہیں، ان کے چند جملے سنیں:

”......اب مغربی مفکرین یہ یقین اور اعتماد کھو چکے ہیں کہ ان کے پاس کوئی یقینی اور قابل اعتماد ذریعہ علم موجود ہے، جس سے کام لے کر وہ انسانی زندگی کے لیے تعمیر کا نقشہ بنا سکیں......مغربی تہذیب فکری رہنمائی سے خود ہٹ چکی ہے اور اسلام کے ہیرو اگر عزم اور ہمت سے کام لیں تو دنیا کی فکری رہنمائی کا منصب اسلام کو مل سکتا ہے۔“ ۶

۶-نقد و تجزیہ اور دوٹوک فیصلہ سنانے کا انداز دراصل موصوف نے سید مودودیؒ کی تحریروں سے سیکھا اور انہیں اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ جس کا اظہار سید مودودی نے تنقیحات اور تفہیمات میں کیا تھا۔ ڈاکٹر رفعت کی تحریروں کا مقصد انسانوں کے درمیان اقامت دین کا تعارف کرانا تھا اور جماعت اسلامی کے تئیں لوگوں کو اطمینان دلانا نیز اعتراضات کا معقول جواب فراہم کرنا تھا جیسا کہ سید مودودیؒ نے اپنی ابتدائی تحریروں میں اسی مقصد کا اظہار کیا تھا اور تعلیم یافتہ لوگوں کی کھیپ اس مقصد کے لیے تیار کرنے کی جدوجہد بھی کی تھی۔ سید مودودیؒ ایک جگہ تحریر کرتے ہیں:

”......ان سب کے اندر (مقالات) ایک ہی مقصد کارفرما ہے، یعنی اسلام کے متعلق مختلف پہلوؤں سے جو غلط فہمیاں اور الجھنیں لوگوں کے ذہنوں میں پائی جاتی ہیں ان کو دور کیا جائے، مسلمان کے اندر مختلف سمتوں سے گم راہی کی آمد کے جتنے دروازے پائے جاتے ہیں ان کو بند کیا جائے اور مسائل دینی کے فہم و تعبیر کا ایک ہموار راستہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔“ ۷

۷-ڈاکٹر رفعت کی تحریروں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ گویا اقامت دین کی خواہش ان کے دل کی آواز ہے۔ انہیں ماضی کے دیگر مجددین کے مقابلہ میں سید ابوالاعلیٰ سے ایک روحانی عقیدت ہے۔ یہ تذکرہ ضروری ہے کہ موصوف کے تمام مقالات کا آغاز و اختتام قاری کو متعدد سوالات، مسائل و مشکلات سے آگاہ کر کے چھوڑ ہی نہیں دیتا بلکہ ڈاکٹر صاحب اطمینان بخش جوابات بھی فراہم کرتے ہیں۔ موصوف کلام الٰہی کی عربی عبارتوں سے بکثرت مدد لیتے ہیں، علامہ مودودی کے ترجمہ اور تفہیم القرآن کے حواشی سے استفادہ کرتے ہیں، کہیں کہیں ترجمہ میں قوسین کے ذریعہ سیاق کلام میں حسن پیدا کرتے ہیں، انہیں قرآن وسنت کو بنیادی واصلی ماخذ بنانے اور اختیار کرنے پر شدید اصرار ہے۔ اور تحریکی لٹریچر کی اسے شان بنانا چاہتے ہیں۔

۸-ہر مضمون میں اصول و فروع کا خیال رکھتے ہیں، وہ اصولی موقف سے نہ پیچھے ہٹتے ہیں اور نہ مضمون میں اسے گم ہونے دیتے ہیں۔ مسائل کے تجزیے میں سوالات سے مدد لیتے ہیں، مسائل کی اقسام کر کے اس کی تفہیم کراتے ہیں۔ پورے مضمون میں نقد

واحتساب کی فضا پروان چڑھاتے ہیں بلکہ تحریکی حلقوں میں اس قدر کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ وہ تحریک اسلامی کی درستگی اور اسے اس کی مستحکم بنیادوں پر قائم رکھنے کے لیے سید مودودیؒ کے اس موقف کی تائید کرتے ہیں کہ:

”جس طرح نجاست وطہارت کی حس مٹ جانے اور صفائی کی کوشش بند ہوجانے سے ایک بستی کا سارا ماحول گندا ہوجاتا ہے اور اس کی فضا ہر طرح کے امراض کے لیے سازگار ہوجاتی ہے، ٹھیک اسی طرح تنقیدی نگاہ سے خرابیوں کو دیکھنے والی آنکھیں، بیان کرنے والی زبانیں اور سننے والے کان اگر بند ہوجائیں تو جس قوم، سوسائٹی یا جماعت میں یہ حالت پیدا ہوگی وہ خرابیوں کی آماجگاہ بن کر رہے گی اور پھر اس کی اصلاح کسی طرح نہ ہوسکے گی۔“ ۸

۹-تحریروں میں جملوں کی سادگی، ادبی اسلوب اور اس کی متانت، معقولی و منطقی طریقۂ استدلال اور سائنسی و علمی اپروچ نے گرامی کی تحریروں کو فکر اسلامی کا گلدستہ بنادیا ہے۔ تحریک اسلامی کے ترجمان نے افکارِ مودودی کی جہات وابعاد کا نہ صرف احاطہ کیا ہے بلکہ ان کی اکثر جزئیات سے بھی بالعموم اتفاق کیا ہے اور معاصر عہد میں ان کی معنویت کو قوی دلائل سے ثابت بھی کیا ہے۔ یہاں پر یہ تذکرہ بھی غیر موزوں نہیں کہ مجلّہ ”تحقیقات اسلامی“ میں موصوف کے سائنسی مضامین نے جدید دور کے معروف محققین اور دانش وروں کے مزعومہ افکار و نظریات کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے ہیں مثلاً اسٹیفن ہاکنگ کے نظریات کا تنقیدی جائزہ، جدیدیت، مابعد جدیدیت اور اسلام، حیاتیاتی نظریہ ارتقاء: تعارف وجائزہ، سائنس اور ٹیکنالوجی: اسلامی نقطۂ نظر وغیرہ اپنی گہرائی اور سائنسی موضوعات پر مہارت کی دلیل فراہم کرتے ہیں۔ موصوف کے تجربوں سے سائنسی علوم کی تشکیل نو میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مصادر و ماخذ کی بحث

ڈاکٹر محمد رفعت نے اپنی اردو نگارشات میں قرآن وسنت کے بعد جن کتب و رسائل سے استفادہ کیا، ان کا بڑا حصہ تحریک اسلامی کا بنیادی لٹریچر ہے۔ موصوف نے امت اسلامی

کے دیگر اساطین علم وفضل سے بھی کسب کیا ہے اور بلا تکلف ان کے اقتباسات کے ذریعہ اپنی تحریر میں جامعیت اور توسع کا مظاہرہ کیا ہے۔ سطور ذیل میں چند مقالات کے حوالے سے مصادر وماٰخذ میں تحریکی استفادے کی کمیت وکیفیت کو دیکھنے کی کوشش کی گئی۔

۱۔ جماعت اسلامی کی پانچ بنیادی خصوصیات میں درج ذیل حوالے ملتے ہیں:

تجدید واحیائے دین، دستور جماعت اسلامی، الجہاد فی الاسلام، سود، پردہ، ضبط ولادت، سیکولرازم اور نیشنلزم، حقوق الزوجین (سید مودودیؒ)، اسلامی تزکیہ (امین احسن اصلاحیؒ)، اساس دین کی تعمیر (صدرالدین اصلاحیؒ)، مقصد زندگی کا اسلامی تصور (عبدالحق انصاریؒ)۔ بارہ صفحات کے اس کتابچے میں جن پانچ بنیادی خصوصیات کا ذکر ہے وہ یہ ہیں: (۱) ماضی کی تحریکات اسلامی سے ہم آہنگی (۲) امت کے ساتھ یک جہتی (۳) فرقہ بندی سے اجتناب (۴) شورائیت اور احتساب کی روایات کی تجدید (۵) امت مسلمہ اور عالم انسانیت کے درمیان تعلق کی نشاندہی۔

۲۔ ''اسلامی تحریک کا طریق کار'' میں دستور جماعت اسلامی، ترجمہ قرآن مع مختصر حواشی، تصریحات، خلافت وملوکیت، تفہیمات حصہ سوم ۱۵۔ اے۔ ذیلدار پارک (مودودیؒ)، حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، تحریک اسلامی ہند (صدرالدین اصلاحیؒ) سے متعدد ومکرر اقتباسات درج کیے گئے ہیں۔ اس مقالے میں تحریک اسلامی کی بعض اہم اصطلاحات کی معنویت پر بحث ہے نیز چند غلط فہمیوں کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کے ذیلی مباحث یہ ہیں: حاکمیت الٰہ کا تصور، اسلامی حکومت، علانیہ جدوجہد، لاقانونیت سے اجتناب، قیام خلافت، فوجی انقلاب، جمہوریت۔

اس مقالے کا اختتام ان جملوں پر کرتے ہیں:

''.....جتنی کچھ صالحیت اور معقولیت موجودہ دنیا کے طرز عمل میں موجود ہے اس کی قدر کی جانی چاہیے اور اسے باقی رکھنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ افکار وتصورات، نظریات واقدار اور عملی طریقوں میں جس تبدیلی اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس کی مسلسل نشاندہی کرتے رہنا بھی ضروری ہے۔9''

۳۔ علوم کی اسلامی تدوین نو کی تحریک، مقالہ چشم کشا ہے، نالج اسلامائزیشن یا علوم کی اسلامی تشکیل کی مفصل بحث میں اس نکتہ کو اہمیت دیتے ہیں کہ معاصر عہد کی یہ فکر کوئی نئی نہیں ہے۔ اس سے قبل مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ علوم کی اسلامی تدوین جدید کے تصور کو پیش کر چکے ہیں۔ مولانا کے خیال میں تدوین جدید اسلام کے مطلوبہ فکری انقلاب کا ناگزیر حصہ تھی۔ مولانا نے ''نشان راہ'' اور ''تعلیمات'' نامی دو کتابوں میں علوم کی اسلامی خطوط پر تشکیل نو کا تصور پیش کیا ہے۔ ان علوم میں مولانا نے سماجی علوم اور فلسفے کے ساتھ سائنس کو بھی شامل کیا ہے۔'' اسی طرح سید قطبؒ نے اپنی تصنیف ''العدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام'' میں علوم اسلام کی تشکیل جدید کا تصور پیش کیا ہے۔ اپنے ایک دوسرے علمی موضوع: ''علوم کی تدوین نو کی ترجیحات''، میں ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی کے مقالہ کا مطالعہ کرتے ہیں جس کا عنوان ہے: Islamization of Knowledge: Reflection on Priorities (علوم کی اسلامی تدوین: ترجیحات کا جائزہ) جو امریکی جریدے: امریکن جرنل آف اسلامک سوشل سائنسز جلد ۲۸، شمارہ: ۳ میں شائع ہوا تھا۔10

سطور بالا کی تین مثالوں میں، ماٰخذ ومصادر کے حوالہ سے موصوف کی متعدد جہتیں ہمیں ملتی ہیں۔ ایک ہزار سے زائد صفحات میں پھیلی ہوئی تحریروں کے مطالعہ سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ ڈاکٹر محمد رفعت، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تحریروں سے اپنی تحریروں کو شادوآباد رکھتے ہیں، تحریک اسلامی کے دیگر اساطین سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح وہ علماء کرام کے درمیان اخذ واستفادے کی غیر متعصّبانہ فضا کو پروان چڑھاتے ہیں۔ موصوف کے مقالات کا ایک بڑا حصہ جدید نظریات وافکار سے متعلق ہے۔ اپنے ان مقالات میں بھی سید مودودی کی عبقریت اور دوراندیشی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ اور ان موضوعات پر تخلیقات مودودی سے قارئین کو باخبر کرتے ہیں۔

خاتمہ بحث

سطور بالا میں ڈاکٹر رفعت کی شخصیت کی تعمیر وتشکیل کے عناصر میں بیسویں صدی

کے عظیم مفکر ومجدد سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کو سب سے اہم قرار دیا گیا ہے۔ گرامی رفعت نے عنفوان شباب سے تادم واپسیں اقامت دین کی مہم جوئی میں علمی وعملی طور پر شرکت فرمائی۔ موصوف نے نوجوان نسل کو عصر جدید کے پرفریب نعروں سے محفوظ رکھا، نوجوانوں کو اسلامی میراث پر اعتماد کرنے اور ادھار لینے کے بجائے نقد دینے کے مقام پر لا کھڑا کیا۔ محقق گرامی نے قرآن، حدیث، اور فقہاء امت کی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ سے اپنا رشتہ قائم کیا اور معاصر علماء سے اخذ واستفادہ کو اپنی ضرورت سمجھا۔ وہ علماء کی قیادت کو تحریکات اور مسلم اداروں کے لیے ضروری اور لازمی قرار دیتے ہیں۔ موصوف کی زندگی میں نسل نو کے لیے سامان اطمینان، مقام عبرت اور تشویق کے خزانے ہیں۔ مقام حیرت ہے کہ آئی آئی ٹی کا فارغ التحصیل اور جامعہ ملیہ اسلامیہ میں شعبۂ فزکس کا پروفیسر اس قدر عمیق، سنجیدہ اور دوررس نتائج کے حامل موضوعات پر کس طرح اور کیونکر داد تحقیق پیش کر گیا!

ڈاکٹر رفعت نے مصادر، اصطلاحات، اقدار اور تحریکی موضوعات ومسائل پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ انہوں نے قدیم وجدید کا سنگم پیش کیا ہے۔ وہ جماعت اسلامی کو بھارت کے لیے رحمت قرار دیتے ہیں۔ اور علماء، دانش وران اور برادران وطن کے سنجیدہ طبقہ سے ڈبیٹ کرتے ہیں اور براہ راست انہیں مخاطب کرتے ہیں۔ وہ امکانات کو مواقع میں تبدیل کرتے ہیں اور دعوت دین کے لیے اس قدر کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ ڈاکٹر رفعت اپنی قولی اور عملی زندگی میں تحریک اسلامی کے مفسر وترجمان تھے۔ قدیم لٹریچر کے بعد، تحریک اسلامی کے جدید لٹریچر میں ڈاکٹر رفعت کی حصہ داری لائق تحسین ہے۔ امید واثق ہے کہ آئندہ دنوں میں ترجمان تحریک اسلامی کی تحریروں کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے گا۔ ڈاکٹر موصوف کی تحریریں معاصر عہد کے انسان کے لیے ناامیدی میں امید کا چراغ ہیں۔

حوالہ جات

۱- اس ضمن میں راقم نے ڈاکٹر محمد رفعت کے استفادات پر ایک مقالہ تصنیف کیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیں: تحریک اسلامی کے بنیادی لٹریچر کی معنویت: ڈاکٹر محمد رفعت کا استفادہ، مجلّہ ماہنامہ حیات نو، جنوری ۲۰۲۱، ص: ۴-۹

۲- امت کا فرض منصبی مشمولہ فرد، معاشرہ اور ریاست، محولہ بالا، ص: ۱۲

۳- ڈاکٹر محمد رفعت، علم وتحقیق کا اسلامی تناظر (نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۲۰۱۸ء)، ص: ۱۲۲

۴- محولہ بالا، ص: ۱۱۱

۵- ڈاکٹر محمد رفعت، فرد، معاشرہ اور ریاست (نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۲۰۱۸ء)، ص: ۲۳۴

۶- محولہ بالا، ص: ۲۷-۲۲

۷- ملاحظہ ہو، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیمات، (نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۲۰۱۷ء)

۸- مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، تحریک اور کارکن، (نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ص:

۹- ملاحظہ ہو، ڈاکٹر محمد رفعت، اسلامی تحریک: سفر اور سمت سفر (نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۲۰۱۵ء)، ص: ۸۱

۱۰- علم وتحقیق کا اسلامی تناظر، ص: ۹۰

''امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام یہ چاہتا ہے کہ 'معروف کیا ہے اور منکر کیا'؟ اصولاً اس کی صحیح معرفت ہمیں حاصل ہو۔ دوسری طرف یہ کام یہ بھی چاہتا ہے کہ بدلتے ہوئے حالات میں ان اصطلاحات کا اطلاق کن امور پر ہوتا ہے، اس کا بھی صحیح شعور ہو۔''

(اسلامی تحریک سفر اور سمت سفر، ص: ۱۵)